www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

ائمۂ مساجد اور انہیں درپیش مسائل

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

ائمۂ مساجد اور انہیں درپیش مسائل

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

ائمۂ کرام کا مقام ومرتبہ

عزیزانِ محترم! دینِ اسلام میں ائمۂ کرام کا مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا ہے۔ انہیں قوم کی رَہبری ورَہنمائی کا درجہ حاصل ہے۔ امامت وپیشوائی ایک ایسا وصف ہے، جو اللہ تعالی کے خاص بندوں کی پہچان ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾[1]

"وہ جو عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے

---

(١) پ ١٩، الفرقان: ٧٤.

آنکھوں کی ٹھنڈک دے، اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا (امام) بنا"۔ یعنی ہمیں ایسا پرہیز گار، عابد و خدا پرست بنا، کہ ہم پرہیز گاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں، اور وہ دینی اُمور میں ہماری اِقتداء کریں"[1]۔

امامت کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے لگائیے، کہ خود مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ اور ان کے تمام خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس عظیم منصب کو بنفسِ نفیس رَونق بخشتے رہے، بلکہ امیر المؤمنین سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے منصب کے لیے، جن وُجوہ کی بنا پر ترجیح دی گئی، اُن میں سب سے اہم وجہ نبئ کریم ﷺ کا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کے لیے مقرّر فرمانا بھی تھا، حضرت سیّدنا مولا علی -کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم- کا ارشاد ہے: «لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ نَظَرْنَا فِي أَمْرِنَا، فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ، فَرَضِينَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِدِينِنَا، فَقَدَّمْنَا أَبَا بَكْرٍ»[2] "نبئ رحمت ﷺ کے وصال کے بعد، جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے)، کہ جب نماز کے مُعاملہ میں نبئ کریم ﷺ نے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدَّم فرمایا، اور ہمارے دِین کے لیے پسند فرمایا تو ہم دنیاوی مُعاملات میں بھی ان پر راضِی ہوگئے"، یعنی ہم نے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر کے انہیں خلیفۃ المسلمین مقرّر کر دیا۔

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۹، الفرقان، زیرِ آیت: ۷۴، صـ۶۸۰۔

(۲) "الطبقات الكبرى" ذكر بيعة أبي بكر رضي الله تعالى عنه، ۳/ ۱۸۳.

میرے محترم بھائیو! امام کی حیثیت خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ اور ہمارے مابین گویا ایک ترجمان کی سی ہے، حضرت سیّدنا مَرثَد بن ابی مرثد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبَلَ صَلاتُكُمْ، فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ؛ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ»[1] "اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں، تو تم میں سے جو اچھے اور بہتر ہیں، ان کو اپنا امام منتخب کرو؛ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے پروَردگار کے درمیان ترجمان ہیں"۔

مسجد کا امام یا مؤذِّن ہونا بڑی سعادت کی بات ہے؛ کیونکہ یہ ایک ایسا مقدّس اور پاکیزہ فریضہ ہے، جسے اختیار کرنے کا مشورہ خود حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، حضرت سیّدنا داود بن ابی ہند رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، کہ ایک شخص نے حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ مجھے کوئی کام بتائیے! مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «كُنْ إِمَامَ قَوْمِكَ، فَإِنْ لَمْ تَسْطِعْ فَكُنْ مُؤَذِّنَهُمْ!»[2] "اپنی قوم کے امام بن جاؤ، اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر مُؤذِّن بن جاؤ!"۔

ائمۂ مساجد اور مؤذِّن حضرات اس لحاظ سے بھی بڑے خوش نصیب ہیں، کہ ان کے نامۂ اعمال میں سب نمازیوں کے ثواب کے برابر اجر و ثواب لکھا جاتا ہے۔

---

(١) "المعجم الكبير" ما أسند مرثد بن أبي مرثد الغَنَوي، ر: ٧٧٧، ٢٠/ ٣٢٨.

(٢) "مُصنَّف ابن أبي شَيبة" في فضل الصف المقدّم، ر: ٣٨٣٠، ١/ ٣٧٨.

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، سرکار دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «للإمامِ والمؤذّنِ مثلُ أجورِ مَنْ صلّى معهما»[1] "امام ومؤذّن کے لیے ان سب کے برابر ثواب ہے، جنہوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی"۔

دنیا میں امامت کے منصب پر فائز رہنے والے خوش نصیب لوگ، بروزِ قیامت امتیازی شان وشوکت کے ساتھ، سیاہ کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ اور سیّدنا ابو سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں، کہ ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: «ثَلَاثَةٌ عَلَى كَثِيبٍ مِنْ مِسْكٍ أَسْوَدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَهُولُهُمُ الْفَزَعُ، وَلَا يَنَالُهُمُ الْحِسَابُ: (١) رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ الله، وَأَمَّ بِهِ قَوْماً وَهُمْ بِهِ رَاضُونَ، (٢) وَرَجُلٌ أَذَّنَ فِي مَسْجِدٍ دَعَا إِلَى الله، ابْتِغَاءَ وَجْهِ الله، (٣) وَرَجُلٌ ابْتُلِيَ بِالرِّقِّ فِي الدُّنْيَا، فَلَمْ يَشْغَلْهُ ذَلِكَ عَنْ طَلَبِ الْآخِرَةِ»[2] "تین ۳ طرح کے لوگ ہیں جو بروزِ قیامت سیاہ کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، نہ انہیں حساب کا خوف ہوگا، نہ کوئی گھبراہٹ: (۱) جس نے رِضائے الٰہی کی خاطر قرآنِ پاک پڑھا، اور لوگوں کی امامت کی، اس حال میں کہ وہ لوگ اس سے راضی تھے، (۲) جس نے رِضائے الٰہی

---

(١) "كنز العمّال" الفصل الثاني في الإمامة ...إلخ، ر: ٢٠٣٧٠، ٧/ ٢٣٩.

(٢) "شعب الإيمان" فصل في إدمان تلاوة القرآن، ر: ٢٠٠٢، ٢/ ٨٢٦.

کی خاطر مسجد میں اذان دی، اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا، (۳) جسے دنیا میں غلامی (یا ملازمت ونوکری وغیرہ کی صورت میں کسی کی ماتحتی) میں مبتلا کیا گیا، مگر اس آزمائش کے باعث وہ فکرِ آخرت سے غافل نہ ہوا"۔

عزیزانِ مَن! خود کو کسی منصب کے لیے پیش کرنا نہایت معیوب اَمر ہے، لیکن امامت ایک ایسا منصب ہے کہ اگر انسان اس کا اہل ہو، اور اس کا مقصود رِضائے الٰہی ہو، تو اس ذمّہ داری کی ادائیگی کے لیے خود کو پیش کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ حضرت سیّدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجیے! تو امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ»[1] "تم اُن کے امام ہو، اب کمزوروں کا خیال رکھنا!"۔ یعنی نمازِ باجماعت میں کمزور، ناتواں اور حاجتمند لوگ شریک ہوں، تو طویل قراءت سے اجتناب کرنا!۔

امام کی اہلیت کا معیار

حضراتِ ذی وقار! امامت کوئی معمولی منصب نہیں ہے، ایک مسجد محلّے کی جتنی آبادی کو کفایت کرتی ہے، امامِ مسجد گویا اتنی آبادی کا رَہبر، رَہنما اور گویا اس خاندان اور قبیلے کا سردار ہوتا ہے۔ اس آبادی کو اچھے برے کی تمیز سکھانا، انہیں پُرامن رکھنا،

---

(١) "سنن النَّسائي" كتاب الأذان، اتّخاذ المؤذّن الذي لا يأخذ على أذانه أجراً، ر: ٦٦٨، الجزء ٢، صـ٢٥.

اور وعظ و نصیحت کر کے انہیں دین کی طرف راغب کرنا، امامِ مسجد کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کسی کو بھی امامِ مسجد مقرّر کرنے سے پہلے اس کی دینی اہلیت کو جانچ پرکھ لیا جائے! اور کسی بھی ایسے شخص کو امام مقرّر نہ کیا جائے، جو مطلوبہ معیار پر پورا نہ اترتا ہو!۔

امامِ مسجد کی اہلیت کے بارے میں حضور صدر الشریعہ علّامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "سب سے زیادہ مستحقِ اِمامت وہ شخص ہے، جو نماز و طہارت کے اَحکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ (مکمل عبور) نہ رکھتا ہو، بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطورِ مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو، یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو، اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو، اور فَواحش (بے حیائی اور برے کاموں) سے بچتا ہو۔ اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو، اور اس کے مُوافق ادا کرتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو وہ کہ زیادہ وَرع رکھتا ہو، یعنی حرام تو حرام شُبہات سے بھی بچتا ہو۔ اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا، یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا۔ اس میں بھی برابر ہوں تو جس کے اَخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ وَجاہت والا یعنی تہجد گزار؛ کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ پھر زیادہ خوبصورت، پھر زیادہ حسب والا، پھر وہ کہ باعتبار نَسَب کے زیادہ شریف ہو۔ پھر زیادہ مالدار، پھر زیادہ عزّت

والا، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں۔ غرض چند شخص برابر کے ہوں، توان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو، زیادہ حقدار ہے"[1]۔

ائمۂ کرام کے شخصی اَوصاف اور اَخلاقی ذمّہ داریاں

برادرانِ اسلام! امامت ایک عظیم منصب ہے، لہٰذا یہ منصب کسی ایسے شخص کے سپرد ہونا چاہیے جو نہایت متّقی، پرہیز گار اور عالمِ دین ہو، خوش اخلاق اور خوش اَطوار ہو، حلال و حرام کی تمیز رکھتا ہو، اَحکامِ شریعت کا پاسدار ہو، زمانے کے نشیب وفراز سے آگاہ ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکَر کا جذبہ رکھتا ہو!۔

یاد رکھیے! امامِ مسجد کا کام صرف نماز پڑھانا نہیں، اُسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جتنے مسلمان اس کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں، وہ در حقیقت ان سب کا پیشوا ہے، لہٰذا اُسے اپنا ہر قدم اٹھانے سے قبل خوب غور وفکر کرنا چاہیے، کہ میرے کسی عمل سے میرے مقتدیوں پر کوئی منفی اثر تو نہیں پڑے گا! ائمۂ مساجد کو جھوٹ، چُغلی، غیبت، بد گمانی، بدزبانی، اور وعدہ خلافی سمیت، تمام غیر اخلاقی و غیر شرعی سرگرمیوں سے کوسوں دُور رہنا چاہیے۔ فضول ہنسی مذاق اور غیر سنجیدہ گفتگو پر مبنی محافل کا حصہ بھی ہر گز نہیں بننا چاہیے!!۔

حضراتِ گرامی قدر! اس بات کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے، کہ امام صاحبان صرف مسجد تک محدود رہیں، نہیں نہیں! بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ اپنے مقتدیوں اور دیگر

---

(۱) "بہارِ شریعت "امامت کا بیان، امامت کا زیادہ حقدار کون؟ حصّہ سوم ۳، ۱/ ۵۶۷۔

اہلِ محلّہ کی خوشی غمی میں بھی شریک ہوں، اگر کوئی نمازی مسجد میں آنے سے سستی برتنے لگے، تو اس کی وجہ معلوم کریں اور اُسے دوبارہ مسجد میں آنے کی ترغیب دیں۔ اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جائیں، جو امام صاحبان مالی طور پر مستحکم ہوں، وہ اپنے غریب اور ضرور تمند مقتدیوں کی مالی طور پر خود مدد کریں، یا پھر کسی صاحبِ ثروَت شخص کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دیں۔ جہاں تک ممکن ہو اہلِ محلّہ کے چھوٹے چھوٹے مسائل، خانگی جھگڑوں اور باہمی ناچاقیوں کے حل میں بھی، بطورِ ثالث اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

اہلِ محلّہ کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے امامِ مسجد کے مقام و مرتبہ کو پہچانیں! اسے اپنا رَہبر اور بڑا تسلیم کریں، معمولی باتوں پر لڑ جھگڑ کر تھانے کچہریوں کے چکر لگانے، اور پانی کی طرح پیسہ بہانے کے بجائے، امامِ مسجد کو اپنا مُنصِف مان کر اس سے شریعت کے مُطابق فوری فیصلہ کروائیں! اور بلاوجہ پریشانیوں سے نَجات پائیں! ع

سبق پڑھ پھر صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا!

ائمۂ مساجد کی توہین وتذلیل پر مبنی غیر اخلاقی رویے

حضراتِ گرامی قدر! یہود ونصاریٰ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت، مسلم مُعاشرے کو اِلحادی فکر کا شکار بنانے میں لگے ہیں، سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے، علمائے دین کی کردار کشی کر کے، ہماری نوجوان نسل کو دین سے دُور کیا جا رہا ہے، کسی بھی امامِ مسجد یا دینی پیشوا کی معمولی سے خطا کو، میڈیا کے ذریعے اس قدر اُچھالا جاتا ہے، کہ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے، کہ شاید دنیا بھر کے مسائل مَولویوں ہی کے

پیدا کردہ ہیں! بحیثیت مسلمان کیا ہم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارہ کی، کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اس کے پسِ پردہ کونسی قوّتیں کار فرما ہیں؟ اور اُن کے کیا عزائم ہیں؟!

میرے محترم بھائیو! اِلحاد (Atheism) اور سیکولر ازم (secularism) کے جراثیم غیر محسوس طریقے سے ہمارے مُعاشرے میں سرایت کرتے جا رہے ہیں، جس کے نتیجے میں آج ہم اپنے علمائے دین، ائمہ و مُؤذِّنین، مذہبی پیشواؤں اور مساجد و مدارس کے خلاف کی جانے والی ہر بات کو صحیح سمجھ کر، اَغیار کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں! آخر کیا وجہ ہے کہ آج ہماری اکثریت ائمۂ مساجد اور مؤذِّنین وخادمین کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے! ان کی معمولی سی خطا کو رائی کا پہاڑ بنا دیا جاتا ہے! ان کی ہر چھوٹی بڑی بات پر باز پُرس کی جاتی ہے!۔

میری بات کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان حضرات سے غلطی کا صُدور ممکن نہیں، کوئی وزیر ہو یا بیورو کریٹ (Bureaucrat)، سیاستداں ہو یا بزنس مین (Businessman)، جج ہو یا وکیل، عالمِ دِین ہو یا امام مسجد، استاد ہو یا شاگرد، یقیناً بہ تقاضائے بَشریت سب سے غلطِی ہو سکتی ہے، تو پھر آخر مولوی بے چارے کا کیا قصور ہے؟ کہ سارے کا سارا میڈیا (media) ہاتھ دھو کر، صرف اسی کی کردار کشی پر تُلا ہوا ہے! کیا اس کا قصور اس کی شرافت ہے یا غربت و کمزوری؟! میڈیا اپنی چرب زبانی سے کسی طاقتور پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالتا؟! ان کے مکروہ عزائم اور غیر قانونی سرگرمیوں کا پردہ فاش کیوں نہیں کرتا؟! ہم میں سے تقریباً ہر ایک اس بات سے آگاہ

ہے، کہ جب بھی میڈیا نے کسی بڑے سیاستداں، جج یا بزنس مین وغیرہ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی، اسے خاموش کرادیا گیا!۔

دوسری طرف ایک مولوی بے چارہ اس قدر مظلوم ہے، کہ جس شخص کی گھر میں کوئی نہیں سنتا، وہ بھی بے چارے امامِ مسجد کو کھری کھری سناتا دکھائی دیتا ہے! اگر باَمرِ مجبوری امام صاحب کبھی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں نہ آسکیں، یا کچھ تاخیر ہو جائے، تو مسجد کمیٹی سمیت تمام مقتدی حضرات، فوراً انہیں غیر ذمّہ دار ٹھہرانے سے بھی نہیں چُوکتے!۔

میرے محترم بھائیو! سوچنے کی بات ہے کہ جس امام صاحب کے پیچھے ہم پانچ ۵ وقت باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، کیا اُس کے ساتھ ایسا غیر اَخلاقی رویہ ہمیں زیب دیتا ہے؟! قرآن وحدیث میں ان کا جو مقام ومرتبہ بیان کیا گیا ہے، اسے پیشِ نظر رکھتے ہوئے، کیا شریعت ہمیں اس بات کی اجازت دیتی ہے، کہ ہم ان کی توہین وتذلیل کریں؟! یا ان کے ساتھ کسی قسم کا غیر مناسب رویہ اختیار کریں؟!

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! بلاوجہِ شرعی کسی مسلمان کو لعن طعن کرنا، اسے برا کہنا، اور بھری مسجد میں توہین کر کے اسے اَذیت پہنچانا، حرام اشد حرام اور گناہ ہے! حضرت سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ آذَى مُسْلِماً فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ!»[1] "جس نے کسی

---

(۱) "المعجم الأوسط" باب السين، من اسمه سعيد، ر: ۳٦۰۷، ۲/ ۳۸۷.

مسلمان کو اَذیت دی اس نے مجھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کو) اَذیت پہنچائی، اور جس نے مجھے اَذیت پہنچائی، اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی!"۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے، کہ ہم علمائے دین، حُفّاظِ کرام، اور ائمۂ مساجد کے مقام و مرتبہ کو سمجھیں، ان کا اَدب اور خوب احترام کریں، اور ان کے ساتھ اُس عزّت واحترام سے پیش آئیں جس کے وہ مستحق ہیں!۔

ائمۂ مساجد کو درپیش مسائل اور اہلِ محلّہ کی ذمّہ داری

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! کسی معزّز دینی منصب پر فائز ہونے کے باوجود، آج ائمۂ کرام اور مؤذّن و خادم صاحبان جن مسائل کا شکار ہیں، مسلم مُعاشرے کے کسی اَور فرد کو شاید ہی ان مشکلات کا سامنا ہو! لہذا جہاں ہم ائمۂ کرام یا خادم صاحبان سے یہ توقّع رکھتے ہیں، کہ وہ فُلاں فُلاں خوبیوں کے حامل ہوں، یا وہ فُلاں فُلاں ذمّہ داری ادا کریں، وہیں اہلِ محلہ اور مسجد کمیٹی پر بھی یہ ذمّہ داری عائد ہوتی ہے، کہ وہ ان حضرات کی ضروریات کا خیال رکھیں، اور انہیں درپیش مسائل کو حل کریں۔ موجودہ دَور میں ائمہ و مؤذّنین اور خادم صاحبان کو جو مسائل درپیش ہیں، اُن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

معقول مُشاہرہ و تنخواہ

(ا) مسجد کے خادم، مؤذّن اور امام صاحبان کا موجودہ دَور میں سب سے بڑا مسئلہ معقول مُشاہرہ و تنخواہ کا نہ ہونا ہے! روز بروز بڑھتی مہنگائی کے اس طوفان کے باعث، محراب و منبر سے وابستہ دینی طبقہ کافی مشکل صورتحال سے دوچار ہے! اپنی سفید پوشی اور

غیرت وحمیّت کے باعث کسی سے مانگنا، اُن کے لیے پہاڑ کھودنے سے زیادہ دُشوار ہے!
پنجوقتہ نماز کے لیے بروقت اذان، باجماعت نماز کی ادائیگی، اور مسجد کی صفائی ستھرائی کے سبب، یہ حضرات کوئی دوسری ملازمت کرنے سے بھی قاصر ہیں، لہٰذا اہلِ محلّہ اور مسجد کمیٹی موجودہ مہنگائی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، ان کی تنخواہ دس ۱۰ پندرہ ۱۵ ہزار روپے سے بڑھاکر پینتیس ۳۵، یا چالیس ہزار ۴۰۰۰۰ روپے مقرّر کرے!!۔

غیر اَخلاقی اور نامناسب رویے

(۲) ان حضرات کے ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، مسجد کمیٹی اس بات کو یقینی بنائے، کہ مقتدیوں میں سے کوئی شخص ان کے ساتھ غیر اَخلاقی اور نامناسب رویّہ اختیار نہ کرسکے!۔

(۳) امامِ مسجد، نائب امام، مؤذّن یا خادمِ مسجد سے، بہ تقاضائے بَشری اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے، تو اُسے خُوب اُچھالا جاتا ہے۔ ایسی صورتحال میں عَفو ودرگزر سے کام لینا چاہیے، ان کی عیب پوشی کی جائے، اور تنہائی میں اصلاح کرکے انہیں غلطی کا احساس دلایا جائے۔

کردار کشی

(۴) اگر کسی غلطی یا اختلاف کے باعث اس منصب سے فارغ کرنا ضروری ہو، تب بھی ان حضرات کی کردار کشی نہ کی جائے! بلکہ انہیں باعزّت طریقے سے رُخصت کیا جائے؛ تاکہ عوام الناس پر دینی طبقے کے حوالے سے کوئی منفی تاثر نہ پڑے! اور وہ لوگ کسی فردِ واحد کی غلطی کے باعث، دین سے مزید دُور نہ ہوجائیں!۔

معقول فیملی رہائش

(۵) ائمۂ مساجد کا ایک بڑا مسئلہ معقول فیملی رہائش کی عدم دستیابی بھی ہے۔ عموماً مساجد میں ائمۂ کرام کے لیے فیملی رہائش کا معقول انتظام نہیں ہوتا، رہائش کے نام پر بس ایک اسٹور نما چھوٹا سا حُجرہ دے کر جان چھڑالی جاتی ہے! یہ انتہائی نامناسب فعل ہے، ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا یہ حُجرہ امام صاحب کی شایانِ شان ہے ؟! کیا اس میں وہ تمام ضروری سہولیات دستیاب ہیں، جو ہمیں اپنے گھروں میں حاصل ہوتی ہیں ؟! لہذا انتہائی ضروری ہے ، کہ امام صاحبان کو مسجد سے الگ فیملی رہائش کی بہترین سہولت مہیا کی جائے؛ تاکہ ان کی نجی زندگی میں کوئی خلل واقع نہ ہو، اور ان کے اہل وعِیال بھی ایک نارمل زندگی گزار سکیں، نیز دیگر شہریوں کی طرح وہ لوگ بھی اپنی ذاتی اور شخصی زندگی اچھے انداز سے بسر کر سکیں!۔

بچوں کی تعلیم کا مسئلہ

(٦) محراب ومنبر سے منسلک ہر فرد، چاہے امام مسجد ہو یا خطیب، مؤذِّن ہو یا خادمِ مسجد، ان سب اَحباب کے لیے اپنے بچوں کی تعلیم بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ مُناسب سیلری پیکج (Salary package) نہ ہونے کے باعث، یہ حضرات اپنے بچوں کو کسی اچھے اور معیاری اسکول میں تعلیم دلوانے سے بھی قاصر ہیں۔ سرکاری اسکولز کی حالتِ زار سب کے سامنے ہے، جبکہ پرائیویٹ اسکولز (Private schools) کی بھاری فیسیں ادا کرنا سب کے بس کی بات نہیں ہے!۔ ان حالات میں محدود ترین تنخواہ کے حامل ائمۂ مساجد، مؤذِّن اور خادم صاحبان کے لیے اپنے بچوں

کو کسی معیاری اسکول میں تعلیم دلوانا، کسی طور پر ممکن نظر نہیں آتا۔ لہذا مسجد کمیٹی اور اہلِ محلّہ کو چاہیے کہ وہ اس مسئلہ کو بھی پیشِ نظر رکھیں، اور حتَّی الاِمکان انہیں اچھے سے اچھا سیلری پیکج (Salary package) دینے کی کوشش کریں!!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں امام صاحبان کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما، ان کی عزّت و تکریم کا جذبہ عنایت فرما، انہیں اپنا رَہبر و رَہنما سمجھتے ہوئے ان سے شرعی رَہنمائی لینے کی سوچ عطا فرما، ان کی توہین و تذلیل کے گناہ سے ہم سب کو محفوظ رکھ، ان کے مسائل کو ہمیں اپنے مسائل سمجھنے کی توفیق دے، ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی ہم سب کو توفیق مرحمت فرما!۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن و سُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتّحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض و واجبات کی ادائیگی بحسن و خوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتّحاد واتّفاق اور محبت والفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، کفّار کے ظلم وبربریت کے شکار ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما!، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.